سال پہلے اسلام نے آزادیٔ نسواں کا تصور دیا۔ ان تعلیمات کی گونج جو احادیث میں ملتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تمہارا عورتوں پر حق ہے اور ان کا تم پر حق ہے۔ میں تمہیں عورتوں سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ (حوالہ: [illegible] کے مسائل اور ان کا حل (قرآن اور سیرت طیبہ کی روشنی میں)

آزادیٔ نسواں اور مسائل کا حل:

مغربی دنیا کا یہ پروپیگنڈا کہ اسلامی معاشرے میں عورتیں مجبور اور مظلوم ہیں حقیقت اس کے برعکس ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام میں عورت معاشرے کے لئے ستون کی مانند ہوتی ہے۔ حضرت [illegible] ماری مغربی خواتین نے [illegible] اسلام [illegible] کر دیا ہے۔

References:

"Islam Aur Aurat" by Saeed Ahmad,

"Aurat Aur Pardah" by Maulana Dr. Muhammad Habibullah Mukhtar, published by Idara.com,

"Aurat Aur Islam" by Syedul Ulema Syed Ali Naqi Naqvi,

"Khutbate Niswan (Aurat Aur Islam)" women in Islam, published by Meesho.

• • •

مسلم خواتین پر اردو کی اہم تصانیف کا تجزیہ

ڈاکٹر افروز احمد بٹ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز،
اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کشمیر
afrozaniya@gmail.co

ارشید احمد شیخ
ریسرچ اسکالر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، اسلامک
یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کشمیر
arshid[illegible]@gmail.com

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور یہ تاقیامت دنیا کی پوری انسانیت کے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔ اس کی تعلیمات اور احکام عدل و انصاف اور معتدل اور ظلم سے پاک ہیں اور یہ سب لوگوں کے لیے ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب، گورے ہو یا کالے، بڑے ہو یا چھوٹے، مرد ہو یا عورت وغیرہ۔ لیکن عصر حاضر میں اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں یا پیدا کی گئی ہیں خواہ مغرب سے ہو، مسلمانوں کی طرف سے یا مستشرقین کی طرف سے یا عیسائی مشنری کی طرف سے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام نے عورتوں پر ظلم کیا ہے اور ان کی مستقل شخصیت تسلیم نہیں کی ہے ان کو گھر کی چار دیواری میں بند کر رکھا ہے ان کو مردوں کے مساوی حقوق نہیں دی ہے ان کو تعلیم سے محروم کر رکھا ہے ان کو مردوں کا تابع اور ماتحت بنا کر رکھا ہے ان کو کوئی اختیار نہیں دیا ہے وغیرہ۔ اس کی تردید (rebuttal) میں عصر حاضر کے مسلم علماء، مفکرین اور مصنفین نے مسلم خواتین کے موضوع پر اپنی تصانیف میں اس بات کو روز روشن کی طرح عیاں کیا ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ زوال پذیر معاشرے سے اگر مستشرقین، عیسائی مشنری اور ان کے ہم نوا مسلم نما دانشوروں کے ان اعتراضات کی تائید و تصدیق ہوتی بھی ہے جو در حقیقت ان کی کور نگاہی کے باعث ہیں یا اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی اور بغض میں کیے جاتے ہیں لیکن حقیقت ان کے بالکل برعکس ہے۔ علاوہ ازیں، مسلم علماء، مفکرین اور مصنفین نے اپنی ان تصانیف میں اسلام میں عورتوں کی حیثیت، مقام و مرتبہ، حقوق و فرائض، ذمہ داریاں، ان کے دینی، سماجی اور سیاسی رول اور مسلمانوں کی اسلامی تاریخ میں ان کے رول اور خدمات

پر کافی تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس مقالہ میں چند ایسی ہی تصانیف پر تبصرہ کیا گیا ہے جو خواتین کی بابت اسلام کے موقف کی وضاحت کرتی ہیں۔

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین: ایک سماجی مطالعہ

انسانی معاشرے میں عورتوں کے رول اور کردار کے حوالے سے ہمیشہ سے افراط و تفریط پر مبنی اصول اور نظریات کار فرما رہے ہیں۔ دونوں جنسوں کی رعایت کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام نے اس حوالے سے اعتدال کا راستہ اختیار کیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ادوار مبارک یعنی مکی اور مدنی میں مسلمانوں کے سامنے اس کا صحیح نمونہ پیش کیا جو تاقیامت مسلمانوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

زیر نظر کتاب اسی اعتدال پر روشنی ڈالتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ نبوی سماج میں خواتین عہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاشرتی کردار کیا تھا۔ اسلام میں عورتوں کے کردار پر ایک جامع اور مختصر کتاب ہے۔ اس میں عورتوں کے کردار اور ان کی سرگرمیوں پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے تصنیف کی ہے۔ اور یہ کتاب اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی سے ۲۰۰۶ میں شائع ہوئی ہے۔ جو دو سو پچاس صفحات پر مشتمل ہے جس میں اسلامی معاشرے میں عورتوں کا جو کردار اور رول رہا ہے اس کو اجاگر کرتے ہیں۔

سب سے پہلے اس کتاب میں خواتین عہد نبوی سے رسول اکرم کی زیارتوں اور ملاقاتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس ضمن میں بہت سی شواہد و روایات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں کن کن خواتین اطہر کے گھروں میں جاتے تھے اور کیوں جاتے تھے اور کون سی خواتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آتی جاتی تھیں اور کیوں آتی جاتی تھیں۔ اسی طرح یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ مدنی عہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن کن خواتین اطہر کے گھروں میں جاتے تھے اور کیوں جاتے تھے اور کون سی خواتین خانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتی جاتی تھیں اور کیوں آتی جاتی تھیں۔ اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی باہمی ملاقاتوں اور زیارتوں پر بھی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت سی ملاقاتوں اور زیارتوں میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کو بعض صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سکونت کرنے کی اجازت بھی دی تھیں۔ اس میں اس بات پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین عہد کی ان باہمی زیارتوں اور ملاقاتوں سے کون کون سے احادیث اور احکام وجود

میں آئیں اور ان احادیث اور احکام میں سے بعض خاص عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض عام اصول واحکام بن گئے جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہیں۔

مصنف نے اس میں تفصیل اور شواہد کے ذریعے یہ بھی واضح کیا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین نے اجتماعی کاموں میں بھی حصہ لیا تھا۔ مدنی عہد میں خواتین نے غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ ان میں سے بعض نے ان غزوات میں رفاہی خدمات انجام دیں، بعض نے رفاہی خدمات کے ساتھ ساتھ جنگی خدمات بھی انجام دیں اور بعض تو مستقل مجاہدات کے زمرے میں آتی ہیں۔ اس سلسلے میں مصنف نے لکھا ہے ”روایات صحاح، آثار سیر اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بتاتی ہیں کہ اول روز جہاد سے مسلم خواتین اور صحابیات عصر میں روح جہاد موجود تھی۔ وہ اپنے مردوں کی طرح اسلامی خدمت بجا لاتی تھیں اور دین و معاشرے کی مدافعت کے لیے تلوار اٹھا سکتی تھیں اور اپنے مجاہدوں کی خدمت کر سکتی تھیں۔ اگرچہ میدان جنگ میں جہاد ان کے لیے فرض نہ تھا کہ جہاد و قتال اسلامی شریعت میں صرف مردانہ کام ہے۔ اس کے باوجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد خواتین اسلام کو مختلف غزوات و مہمات میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔“ (ص ۱۱۱)

اس کتاب میں نبوی عہد میں خواتین اسلام کی معاشی و تجارتی سرگرمیوں پر بھی کلام کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ خواتین پر اگرچہ معاشی ذمہ داری نہیں ہے مگر یہ ان کا حق ہے کہ وہ معاشی اور تجارتی سرگرمیاں انجام دے سکتی ہیں جس کا بھرپور استعمال عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین نے کیا تھا۔ خواتین عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ساری خدمات اس حوالے سے انجام دیتی تھیں مثلاً رضاعت، حضانت، دایہ گری، جراحت، عطر گری، دستکاری، تجارت اور سرکاری نوکری قابل ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ مصنف اس میں مزید بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ساری خواتین کی شادی کا اہتمام بھی فرمایا اپنے دونوں ادوار مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام انجام دیا۔ کبھی بحیثیت امام ملت، کبھی ولی ہونے کے ناطے، کبھی قرابت یا ولایت کی بنا پر اور کبھی ولی ہونے کے ناطے۔

اس کے علاوہ مصنف نے اس کتاب میں بعض خواتین عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے ازالے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی باہمی زیارتوں اور ملاقاتوں کے سبب سے وجود میں آنے والے احادیث و احکام کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ مزید یہ کتاب اختلاط مرد وزن کی شرعی حیثیت پر بھی روشنی ڈالتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ اختلاط مرد وزن کس حد تک جائز ہے اور غیر شرعی اختلاط کسے کہتے ہیں۔

۲۔ اسلام میں خواتین کے حقوق

اس کتاب کو ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تصنیف کیا ہے اور یہ اسلام میں عورتوں کے حقوق پر لکھی جانے والی ایک جامع اور دلچسپ کتاب ہے اور اسلام میں عورتوں کے جملہ حقوق کا احاطہ کرتی ہے۔ پوری کتاب قرآن، حدیث، آثار صحابہ اور سیرت کے مستند ماخذ کی روشنی میں لکھی گئی ہے کوئی بات بلا دلیل نہیں کہی گئی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور سے ۲۰۰۶ میں ہوئی ہے۔

کتاب کی ابتدا میں قبل از اسلام عرب معاشرے میں عورتوں کا جو مقام تھا اس پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا کوئی حق نہیں تھا عورتوں کا احترام اور عزت کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ اسی طرح عرب معاشرے میں بدکاری اور شادی کے جو مختلف طریقے رائج تھے ان پر بھی اچھی خاصی بحث کی گئی ہے جس کے بارے میں مولانا نے لکھا ہے "شادی جو خاندانی زندگی کے قیام و تسلسل کا باعث ہے اہل عرب کے ہاں اصول و ضوابط سے آزاد تھا جس میں عورت کی عزت و عصمت اور عفت و تکریم کا کوئی تصور کارفرما نہ تھا"۔ (ص ۲۲) اس کے علاوہ طلاق اور عہد و شادی کی روشنی میں مغربی معاشرے میں عورت کی جو ابتر حالت ہے اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ پھر واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے احترام عزت میں، تخلیق میں، انسانیت کی تکریم میں اور اجر و ثواب میں عورت کو مرد کے برابر قرار دیا ہے اور عورت پر سے دائمی معصیت کی لعنت ہٹائی ہے۔

زیر نظر کتاب میں اسلام میں عورتوں کے حقوق پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ سب سے پہلے اسلام میں عورتوں کے انفرادی حقوق مثلاً عصمت و عفت کا حق، عزت و رازداری کا حق، تعلیم و تربیت کا حق، حسن سلوک کا حق، ملکیت اور جائیداد کا حق اور حرمت نکاح کا حق وغیرہ سب پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر اسلام میں عورتوں کے عائلی حقوق کو بیان کیا گیا ہے مثلاً ماں کی حیثیت سے حق، بیٹی کی حیثیت سے حق، بہن کی حیثیت سے حق اور بیوی کی حیثیت سے حق۔ پھر اسلام میں عورت کے ازدواجی حقوق مثلاً شادی کا حق، مہر کا حق، نان و نفقہ کا حق، حقوق زوجیت، کفالت کا حق، اعتماد کا حق، حسن سلوک کا حق، تشدد سے تحفظ کا حق، بچوں کی پرورش کا حق اور خلع کا حق، پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد مصنف نے طلاق کے بعد عورت کے حقوق کا ذکر کیا ہے مثلاً مہر کا حق، میراث کا حق اور عدالت کا حق۔ پھر اسلام میں عورتوں کے معاشی حقوق پر روشنی ڈالی گئی ہیں مثلاً وراثت کا حق، والدین کے مال وراثت میں حق، شوہر کے مال وراثت میں حق اور کمائی کے مال وراثت میں حق۔ اس کے بعد اسلام میں عورت کے قانونی حقوق مثلاً قانونی شخصیت ہونے کا حق اور گواہی کا حق، پر گفتگو کی گئی ہے۔ آخر میں

عورت کے سیاسی حقوق مثلاً عورت کا سیاسی کردار، ووٹ دینے کا حق، مقننہ میں نمائندگی کا حق، عورت بطور سیاسی مشیر، انتظامی ذمہ داریوں پر تقرری کا حق، سفارتی مناصب پر فائز ہونے کا حق، ریاست کی دفاعی ذمہ داریوں میں نمائندگی کا حق، حق امان دہی اور مسلم معاشرے میں عورت کے کردار پر بحث کی گئی ہے۔

۳۔ اسلام اور عورت

زیر نظر کتاب کو مولانا محمد شہاب الدین صدیقی نے تصنیف کیا ہے اور یہ اپنے موضوع پر ایک جامع اور مکمل تصنیف ہے۔ اس کتاب کو [illegible] نے شائع کیا ہے۔
اور یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے مولانا نے جنسی مساوات کی تعریف بیان کی ہے اور قائلین اور ناقائلین جنسی مساوات کو واضح کیا ہے۔ پھر اسلام کے تصور مساوات جنسی پر روشنی ڈالی ہے اور اس بات کو اظہر من الشمس کیا ہے کہ اسلامی نظریہ میں مرد اور عورت انسانیت، مرتبہ، حقوق اور عزت کے لحاظ سے مساوی ہیں۔ اسی طرح اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ معاشیات، سیاسیات، تعلیم، روحانی ارتقا، اخلاقی حدود، دینی فرائض اور خانگی زندگی میں بھی عورت اور مرد یکساں اور مساوی حقوق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام میں جنسی اختلافات کی حقیقت کو بیان کیا ہے کہ مرد اور عورت طبعی، نفسیاتی اور جسمانی لحاظ سے مختلف ہیں اور ان کی حیثیت باہم حریفانہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کی شخصیت کی تکمیل کرتے ہیں۔ الغرض مولانا نے واضح کیا ہے کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں کی مساوی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے ان کے فرق و اختلافات کو بھی مد نظر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا نے مغربی افکار اور مغربی تعلیمات کے اثرات کا بھی جائزہ لیا ہے۔

آگے چل کر مولانا نے اسلام کے تصور نکاح پر گفتگو کی ہے اور اسلام میں نکاح کی اہمیت، مقاصد اور شرائط کو روز روشن کی طرح عیاں کیا ہے۔ اس کے بعد تفصیل سے ازدواجی اور خاندانی زندگی پر کیے جانے والے اعتراضات اور مغربی مفکرین کی آراء کا جائزہ لیا ہے اور انہی کے آراء کی روشنی میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ خاندانی زندگی کتنی ضروری ہے بچوں کی تربیت، باہمی جنسی تسکین، باہمی محبت اور باہمی رحمت کے لحاظ سے۔ اس کے علاوہ اسلام میں مرد اور عورت کے ازدواجی حقوق مثلاً نکاح کرنے کا حق، نکاح میں شرائط قائم کرنے کا حق، تحلیل نکاح کا حق، کے ساتھ ساتھ قانونی، معاشی اور انفرادی شخصیت کے حقوق پر بھی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

اگلے باب میں مولانا نے طلاق کے بارے میں اسلام کے نقطہ نظر کو تفصیل سے پیش کیا ہے اور شرائط طلاق کے متعلق اسلامی تعلیمات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں رجعی

واضح کیا ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی ازدواج سے خلاصی حاصل کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح تفریق زوجین کے اسباب مثلاً شوہر کی بدسلوکی، غربت زوج، عدم ادائے نفقہ، ارتداد، خیار بلوغ، ضعف رجولیت، متعدی امراض کا وجود اور شوہر کی مفقود الخبری پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ آگے کے باب میں مولانا نے اسلام میں پردے کے مسئلے پر مفصل بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ عورتوں کو بغیر کسی جائز ضرورت کے خواہ وہ معاشی ہو سیاسی ہو یا تمدنی گھر سے باہر نہ آنا چاہیے۔ البتہ ضرورت کے وقت اپنے حسن و جمال کو ظاہر کیے بغیر وہ باہر نکل سکتی ہیں۔ اس طرح عورتوں کو گھر سے باہر نکلتے وقت چہرہ اور ہاتھ چھپانا ضروری نہیں ہے۔ بقول مولانا "عورتوں کو اسلام نے اجازت دی ہے کہ وہ بوقت ضرورت چہرہ کھول کر باہر آ جا سکیں" (ص ۳۲۳)۔ اس کی تائید میں مولانا نے قرآن و حدیث، آثار صحابہ، اقوال تابعین، اقوال تبع تابعین، اقوال ائمہ اور مفسرین کی آرا کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

علاوہ ازیں اسلام میں اختلاط مرد و زن کی شرعی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی ہے اور عہد رسالت میں عورتوں کی معاشی، سیاسی اور جنگی خدمات کو بھی اجاگر کیا ہے۔ اس کے بعد مولانا نے مغربی نظریہ آزادی کی روشنی میں تعدد ازدواج کی اہمیت اور اسباب پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس بات کو بھی عیاں کیا ہے کہ اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت کیوں دی ہے، کن حالات میں دی ہے اور کن شرائط کے ساتھ دی ہے۔ آخر میں مولانا نے اسلام کی آمد سے قبل عرب معاشرے میں عورتوں کی جو حالت تھی اور اسلام نے اس حالت میں کیا اصلاح و تبدیلی کی، پر بحث کی ہے۔ اسی طرح مولانا نے پردے کا موجودہ رواج، عورتوں کی خارجی تعلیم اور معاشرتی، سیاسی اور تمدنی سرگرمیوں سے ان کی بے تعلقی کو بادشاہوں اور امراء کی پیداوار قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ عورت مسجد، اسپتال، خدمات، رفاہی تنظیموں اور جنگی تربیت میں حصہ لے سکتی ہیں مگر خاندانی نظام کی پاسداری، عصمت و عفت کی حفاظت اور احتیاطی تدابیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔

۴۔ اسلامی معاشرے میں خواتین کا مقام اور عروج و کردار

اس کتاب کو ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے تحریر کیا ہے اور یہ کتاب اسلام میں عورت کے موضوع پر ایک تحقیقی دستاویز ہے۔ اس کتاب کو ہدایت پبلیکیشنز اینڈ ڈسٹری بیوٹرس نے ۲۰۲۲ میں نئی دہلی سے شائع کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی مصنف نے متعدد کتابیں، بالخصوص الحلال والحرام اور فتاوی معاصرہ میں خواتین اور خاندان کے مسائل پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ اصل میں یہ کتاب عربی میں تحریر کی گئی تھی اور بعد میں محترم جاوید سبحانی صاحب نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ واضح رہے کہ یہ کتاب

خواتین کے مسائل پر اسلام کے نظریہ اعتدال کی عکاسی کرتی ہے۔ ڈاکٹر قرضاوی نے اس کتاب میں عورت کے مقام و مرتبہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ مرد اور عورت اسلام کی نگاہ میں بحیثیت انسان یکساں ہیں۔ دینی اور سماجی احکام کے سلسلے میں بھی ہم مرتبہ ہیں اور ثواب، جزا و سزا اور دخول جنت کے اعتبار سے بھی برابر ہیں۔ اس طرح عورت کی حیثیت پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان کا بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خواتین کے حقوق کا بھی ذکر کیا ہے اور گواہی، میراث، دیت، نگرانی، سربراہی اور ملکیت کی سربراہی کے معاملے میں اسلام نے مرد اور عورت میں جو فرق کیا ہے اس کی حکمت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے خواتین کی نسوانیت پر گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ مرد اور عورت باہم حریف اور متقابل نہیں ہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کی شخصیت کی تکمیل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں عورت کی نسوانیت کے بارے میں اسلام کے موقف کو وضاحت سے بیان کیا ہے اور خواتین کی نسوانیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے تاکہ خواتین کی حیا اور عفت محفوظ رہے اور انہیں دل و دماغ کی پریشانیوں سے بھی نجات ملے۔ اختلاط پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں "ہر اختلاط ممنوع نہیں ہے جیسا کہ سخت گیر لوگ سمجھتے اور سمجھانا چاہتے ہیں اسی طرح ہر اختلاط مشروع بھی نہیں ہے جیسا کہ مغرب پرست کہا کرتے ہیں۔" (ص ۷۲) اس امر کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے پہلے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور کی خواتین کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ نماز فجر، نماز عشاء، نماز جمعہ، نماز عیدین، مسجد اور عید گاہ میں پڑھتی تھیں، علمی مجلسوں میں حاضر ہوتی تھیں اور دین سیکھتی تھیں، غزوات میں شرکت کرتی تھیں اور مختلف خدمات انجام دیتی تھیں اور دعوتی و اصلاحی کام بحسن انجام دیتی تھیں۔ پھر قرآن کی روشنی میں مختلف عہدوں کی خواتین اور مختلف رسولوں کے مابین ملاقاتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حدود آشنا اختلاط مرد و زن کے حامیوں کے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے اور مغربی معاشروں میں آزادانہ اختلاط مرد و زن کے نتائج مثلاً اخلاقی زوال، ناجائز اولاد کی کثرت، غیر شادی شدہ جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی کثرت، خاندانی نظام کی تباہی اور طلاق کی کثرت اور مہلک امراض کی کثرت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عرب زمانہ جاہلیت اور قدیم قوانین میں خواتین کی جو مختلف حالت تھی اس کو بیان کیا ہے اور اسلام نے ماں، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے خواتین کو جو عزت، حقوق اور مقام و مرتبہ عطا کیا ہے اور جو ذمہ داریاں سونپی ہیں ان پر بھی تفصیل سے بات کی ہے۔

آگے چل کر ڈاکٹر صاحب نے طلاق پر گفتگو کی ہے اور اسلام نے طلاق کو کیوں جائز ٹھہرایا

ہے اس کی حکمت بیان کی ہے نکاح کے باب میں اسلام کی ان تعلیمات اور ہدایات کو بھی بیان کیا ہے جن کی اگر مسلمان اتباع کریں گے تو طلاق کے امکانات نہایت کم ہوں گے۔ پھر اسلام نے طلاق دینے اور اس کے بعد کے جو اصول و احکام مقرر کیے ہیں ان پر بھی گفتگو کی ہے اور معترضین کے اعتراض یعنی طلاق کا اختیار صرف مرد کو ہی کیوں دیا گیا ہے کا جواب بھی مدلل انداز میں دیا ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر صاحب نے اسلام میں عورت کے حق تفریق پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور مسلمانوں میں طلاق کے بابت غلط فہمی اور اس کی غلط تعبیر پر بھی بحث کی ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے مختلف چیزوں مثلاً اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت کیوں دی گئی ہے، اس کی حکمت، شرائط اور حد کیا ہے، تعدد ازدواج کی تاریخ کیا ہے، تعدد ازدواج ایک اخلاقی اور انسانی نظام کیسے ہے، مغربی معاشرے میں غیر قانونی تعدد کی حقیقت، مسلم معاشرے میں تعدد ازدواج کی رخصت کا غلط استعمال اور تعدد ازدواج پر مغرب نوازوں کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات اور شریعت کی روشنی میں ان کے جوابات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب نے خواتین کے ضمن میں اسلام کے نقطۂ نظر کی مفصل وضاحت کی ہے اور اسلام میں خواتین کے حقوق کو قرآن، حدیث اور تاریخی شواہد کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ اس کے بعد خواتین کی سماجی اور معاشی سرگرمیوں کی بابت اقلیت پسندوں کے دلائل کا بھی مدلل جواب دیا ہے اور مردوں کے کاموں میں خواتین کی شرکت کے نقصانات کو بھی روز روشن کی طرح عیاں کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ خواتین کے لیے گھر سے باہر کس حد تک اور کن میدانوں میں شریعت نے کام کرنے کی اجازت دی ہے۔

۵۔ اسلام کے عائلی قوانین

یہ کتاب مختلف مقالات پر مشتمل ہے جن کو مولانا سید احمد عروج قادری مرحوم نے مختلف اوقات میں لکھا تھا۔ یہ کتاب ۲۰۱۶ء میں مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دہلی نے شائع کی ہے۔ مولانا نے اسلامیات کے مختلف موضوعات پر مثلاً قرآنیات، حدیث، فقہ، سیرت نبوی، تذکرہ، سوانح، تاریخ اور اصول وغیرہ پر مختلف کتابیں تصنیف کی ہیں۔ زیر نظر کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں مسلم پرسنل لا کی اہمیت اور اس کے تعارف پر بحث کی گئی ہے۔ مسلم پرسنل لا پر کیے جانے والے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کا مدلل انداز میں جواب بھی دیا گیا ہے۔ اسی طرح مسلم پرسنل لا کی بابت مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے اور مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لیے جو وقتاً فوقتاً ہوئی اس کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ مزید ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کو تبدیل کرنے کی جو کوشش جاری

اور ان پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستانی حکومت کا منظور کردہ عائلی قانون اور اس کی غیر اسلامیت اور غیر معقولیت پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ اس باب کے آخر میں پاکستانی حکومت سے چند گزارشات بھی کی گئی ہیں۔

باب دوم میں سب سے پہلے نکاح، مہر، نان نفقہ، میاں بیوی کے درمیان بہتر تعلقات اور ان کے حقوق و فرائض اور طلاق و خلع کے اصول و قواعد پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں تعدد ازدواج کی شرعی حیثیت پر بحث کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ موجودہ زمانے میں تعدد ازدواج پر متجددین کے نقطۂ نظر پر بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ تعدد ازدواج پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں کہ ”حقیقت یہی ہے کہ قرآن، حدیث، تعامل امت، نبی ﷺ، صحابہ اور ان کے صحابہ کے عمل اور پورے چودہ سو سال کے دینی ذخیرے سے یہ بات بغیر کسی ادنیٰ اشتباہ اور ابہام کے معلوم ہوتی ہے کہ تعدد ازدواج کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو شرط لگائی ہے وہ صرف عدل کی شرط ہے۔ اسلامی شریعت میں یہ کوئی ناگزیر برائی نہیں ہے جسے بہ مجبوری جائز رکھا گیا ہے اور نہ یہ حکم یتیم لڑکیوں اور بیواؤں کے مسائل کو حل کرنے کی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ جو لوگ اسے ناگزیر برائی قرار دے رہے ہیں یا اسے حکومت کی شرط کے ساتھ مشروط کر رہے ہیں وہ قرآن کی پیروی نہیں کر رہے ہیں، بلکہ مغربی تہذیب سے مرعوب ذہن کا مظاہرہ کر رہے ہیں“ (ص: ۹۹)۔ اس کے بعد تعدد ازدواج پر اعتراضات کا عقلی طور پر ازالہ کیا گیا ہے اس کے متعلق بعض غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے اور تعدد ازدواج کی حکمت اور ضرورت کی وضاحت کی گئی ہے۔

مولانا نے اس باب میں مفصل وضاحتیں پیش کی ہیں کہ طلاق کا حق صرف مردوں کو ہی کیوں دیا گیا ہے اور مردوں کے لیے اس حق کی مخالفت کرنے والوں کے اعتراضات کا بھی ازالہ کیا ہے۔ یہ وضاحتیں اور جوابات بہت جامع اور سمجھنے میں آسان ہیں۔ مزید برآں مولانا نے ایک فصل بیک نشست تین طلاق کے موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے جس میں یہ بھی شامل ہے کہ آیا تین طلاقیں ہوں گی یا صرف ایک، اور وہ اقدامات جو ایک وقت متعدد طلاقوں کو روکنے کے لیے اٹھائے جا سکتے ہیں۔ مزید برآں مولانا نے طلاق کا حق بیوی کو دے دینے کے تصور، شریعت میں اس کی حیثیت، اس کی حقیقت، مختلف اقسام، طلاق کی مدت اور کیا بیوی طلاق کے غلط استعمال کو روک سکتی ہے پر روشنی ڈالی ہے۔ مولانا نے شرعی قانون کے مطابق نفقۂ مطلقہ کی قانونی حیثیت کے بارے میں بھی تفصیلی بصیرت فراہم کی ہے اور نفقۂ مطلقہ سے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلے پر تبصرہ کیا ہے۔ آخر میں مولانا نے اسلامی قانون وراثت کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کی ہے اور یتیم پوتے کو وراثت سے محروم کرنے کے پس پردہ حکمت اور

ان کی سرپرستی کے شرعی امکانات پر بحث کی ہے۔

باب سوم ایک مقالہ پر مشتمل ہے جس کا عنوان ہے "اجتہاد کے امکانات" اس میں اجتہاد کی تعریف اور اس کے دائرہ کار کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اجتہادی مسائل اور منصوص مسائل میں فرق واضح کیا گیا ہے اور اجتہاد کے امکانات پر گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک مقالہ "قضاء شرعی کا قیام ضروری ہے" کے عنوان سے ہے جس میں شرعی امور و معاملات کے فیصلے کے لیے مسلمان قاضی مقرر کرنا فرض ہے پر مفصل بحث کی گئی ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو اس بات پر ابھارا گیا ہے کہ وہ شرعی عدالتوں کے قیام کے لیے صرف جدوجہد ہی نہیں بلکہ ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جائیں۔

۶۔ معمار جہاں تو ہے: مسلمان خواتین علم و عمل کے میدان میں

اس کتاب کو ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے تصنیف کیا ہے اور اسے مکتبہ اعظم پبلی کیشنز سری نگر، جموں و کشمیر نے ۲۰۲۳ میں شائع کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ندوی صاحب نے خواتین کے مختلف امور و مسائل پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں جیسے اسلامی پردہ، کیا اور کیوں، اسلام میں بچیوں کا قتل، اسباب اور انسدادی تدابیر، مسلمان عورت کا دائرہ کار، گھریلو تشدد اور اسلام، اسلام، عصمت نسواں کا محافظ، ہم جنسیت کا فتنہ، اسلامی نظام وراثت میں عورت کا حصہ، قرآن مجید کی عائلی تعلیمات، اسلامی علوم میں خواتین کی خدمات، عائلی زندگی کے اسلامی اصول، عورت، خاندان اور سماج، نکاح کو آسان بنایئے، آسان نکاح کے قابل تقلید نمونے، خوشگوار خاندان کیسے، خاندانی تنازعات کیسے دور کریں؟، طلاق و خلع اور خواتین کو درپیش مسائل۔ زیر نظر کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے اور سب سے پہلے باب میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اسلام میں مرد اور عورت تخلیق، اجر اور اعمال کا حساب دینے میں برابر ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اسلام میں عورت کی قدر و منزلت کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر خواتین کے متعلق چند غیر صحیح احادیث جن کی غلط تعبیر و تشریح کی جاتی ہے پر بحث کی گئی ہے اور ان کی صحیح تشریح اور تاویل کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں عورت کے ناقص العقل ہونے کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور اسلام میں ان کے حقوق کا مختصر سا تعارف کرایا گیا ہے۔

دوسرے باب میں ندوی صاحب نے خواتین میں علم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور خواتین کو اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ دینی، عصری اور بالخصوص دینی تعلیم حاصل کریں۔ اسی طرح اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عورت مرد سے زیادہ علم دین اور فہم دین والی ہو سکتی ہے۔ اس میں ندوی صاحب نے تاریخ اسلام کی روشنی میں بہت سی خواتین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے کتاب و سنت کے فہم اور علوم اسلامیہ کی نشر و

اشاعت میں اہم خدمات انجام دی ہیں اور جن کی مجلسوں میں بڑے بڑے علماء و فقہاء اور محدثین حاضر ہوتے تھے۔ ندوی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں: "تاریخ کے روشن دور میں خواتین نے اپنی اصل ذمے داری بچوں کی پیدائش، پرورش اور تعلیم و تربیت کو بخوبی انجام دیتے ہوئے اسلامی حدود کی پابندی کرتے ہوئے گھر کے باہر کے بھی بہت سے کام خوش اسلوبی سے انجام دیے ہیں۔ خاص طور سے علوم کی نشر و اشاعت میں ان کی خدمات زریں حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ اسلامیات کا میدان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ انھوں نے تصنیف و تالیف کا کام کیا ہے، درس و تدریس کی خدمت انجام دی ہے، تعلیمی ادارے قائم کیے ہیں اور ان کی سرپرستی کی ہے، تعلیمی خدمات انجام دینے کے لیے لوگوں کو تیار کیا ہے اور ان پر اپنی دولت لٹائی ہے۔ غرض اسلامیات کے کسی میدان سے انھیں دور نہیں رکھا جا سکا۔" (ص ۴۷) اس کے بعد ندوی صاحب نے اسلامی تاریخ سے روشن مثالیں پیش کی ہیں جن میں خواتین نے حدیث کی کتابوں کی روایات، شمائل، سماع، تلاوت، اجازت دینا اور پڑھانے میں نمایاں کردار ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ چند خواتین کا ذکر خیر بھی الگ سے کیا ہے مثلاً نفیسہ بنت حسن، [illegible] اور ان کی دینی و تعلیمی خدمات کو سراہا ہے۔ اس باب کے آخر میں ندوی صاحب نے اسلامی علوم اور خاص طور پر قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کے میدان میں خواتین کی خدمات کا ذکر کیا ہے اور موجودہ دور کی چند اہم مترجمات خواتین اور ان کی تصانیف کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کا تصنیف و تالیف کے میدان میں پیچھے رہنے کے اسباب پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

تیسرے باب میں ندوی صاحب نے خواتین کی سرگرمیوں کا دائرہ کار واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا اولین مرکز توجہ ان کا گھر ہونا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی دینی ذمہ داریاں جیسے خود دین کا علم حاصل کریں، اس پر خود عمل کریں اور حسب استطاعت اپنے قریبی رشتہ داروں، اہل خاندان، پڑوسیوں، دیگر متعلقین اور عام افراد تک دین کی تعلیمات پہنچانے کی کوشش کریں، تفصیل سے بیان کی ہے۔ پھر ان تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے جن کے ذریعے ہم اپنے گھروں کا ماحول دینی بنا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں سماج کی اصلاح اور تعمیر کے بارے خواتین کی ذمہ داری کو بیان کیا گیا ہے۔ باب چہارم میں چند ایسے مسائل پر گفتگو کی گئی ہے جو عصر حاضر میں خواتین اسلام کو درپیش ہیں اور ان کی شرعی حیثیت بیان کی گئی ہے۔ سب سے پہلے ندوی صاحب نے قرآن و حدیث سے حجاب کے احکام، اس کی فرضیت اور ضرورت کو ثابت کیا ہے۔ اس پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ہندوستان میں حجاب پر پابندی کے مسئلے کا جائزہ بھی لیا ہے۔ پھر ندوی صاحب نے اس بات کو حدیث

واٹھار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت کیا ہے کہ خواتین کو مساجد میں جانے کا عام اتفاق ہے اور اس کے بارے میں چند اختلافات کی بھی توضیحات بھی کی ہیں۔ مزید مساجد اور دوسرے مقامات پر خواتین کی تعلیم و تربیت کی بابت اختلاف سے اور اعتبار کرنے کی تلقین بھی کی ہے۔ اس کے بعد ندوی صاحب نے خواتین کی دینی سرگرمیوں، مشترک مجلسوں، جلوسوں سے ملاقات، اعلیٰ تعلیم کے حصول اور ملازمت کے حدود و آداب کا تذکرہ کیا ہے اور مخلوط مجلسوں اور مشترک مجلسوں میں فرق واضح کیا ہے۔ مزید برآں ندوی صاحب نے اس بات پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ کیا عورت دینی و دعوتی سرگرمیوں، سیاسیات اور قومیت کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟ اس کے علاوہ اس باب کے آخر میں ندوی صاحب نے ملازمت پیشہ خواتین کے مختلف مسائل پر بحث کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کا خاندانی نظام اور اس سے متعلق دیگر امور پر روشنی ڈالی ہے۔

آخری باب میں ندوی صاحب نے خواتین کے متعلق اہم کتابوں کا تعارف آسان الفاظ اور سرسری انداز میں شامل کیا ہے جن میں سے چند کے نام یوں ہیں: عورت؛ اسلامی معاشرے میں، اسلام کا عائلی نظام، اسلام میں عورت کی حیثیت، زوجین کے حقوق اور ذمہ داریاں، عورت، خاندان اور سماج، قرآن مجید کی عائلی تعلیمات، قرآنی خواتین، خواتین اور خدمت قرآن، فطرت کی کتاب اللہ، عورت اور مساجد میں خواتین کی آمد وغیرہ۔ واضح رہے یہ کتاب قرآن، حدیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور علماء کی تشریحات کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

ب۔ خواتین میں اسلامی تحریک

اس کتاب کو سید سعادت اللہ حسینی نے تحریر کیا ہے اور یہ اپنے موضوع پر متعلق مگر بہت ہی اہم گیرا اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کو ہدایت پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرس نئی دہلی نے ۲۰۰۶ میں شائع کیا ہے۔ "یہ کتاب ایک مشن کا حصہ ہے یہ خواتین کو سماج میں ان کا حقیقی مقام دلانے کا مشن ہے، وہ مقام جو اللہ رب العزت نے خواتین کے لیے اول روز سے طے کر دیا تھا اور جس مقام پر عہد نبوی کی مسلم خواتین پوری اسلامی شان کے ساتھ فائز نظر آتی ہیں۔ جہاں خواتین کے لیے سب کچھ ہے حقوق بھی ہیں اور تحفظ بھی، احترام بھی ہے اور آزادی بھی، ذمہ داریوں کا احساس بھی ہے اور بھرپور مواقع بھی۔" (اشاعت کتاب، ص: ۱۰)

سب سے پہلے سید سعادت اللہ حسینی صاحب نے نظام خاندان کے متعلق جدید مغربی نظریات اور مغربی اور مشرقی معاشروں میں ان کے برے نتائج کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کو بھی بہتر انداز میں پیش کیا ہے کہ آپ خاندان اور عورت کے سوال پر جدید آخری پناہ گاہ، اسلام ہی

ہے۔ پھر سعادت صاحب نے ہندوستان کی مسلم سوسائٹی میں عورت کی ناگفتہ بہ حالت پر نظر ڈالی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ہندوستان میں عورتوں میں اسلامی بیداری کے لیے اور اس کوشش کے ساتھ اسلام پسند خواتین ایک عملی اسلامی نسائی تحریک چلانے کی کوشش کریں جو عورتوں کو ان کے جائز حقوق دلوائے، انہیں اپنے حقوق کے حصول کے لیے کھڑا کرے اور غلط رسومات، غیر اسلامی روایات اور استحصالی رویوں کے خلاف مہم چلائے۔ مزید برآں سعادت صاحب نے اسلام میں مساوات اور صنف کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے جدید تصور سے اس کے اختلاف کو اجاگر کیا ہے اور مسلم عورتوں کے مطلوب رول پر گفتگو کی ہے۔ اس کے بعد سعادت صاحب نے ہندوستان میں مسلم خواتین کی عدم فعالیت پر نظر ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ مسلم خواتین ملک کے زندہ اور سلگتے ہوئے مسائل میں دلچسپی لیں، ان کے حل کی راہیں تلاش کریں، اس مقصد کے لیے تحریکیں چلائیں اور سوسائٹی کو لیڈنگ اور فکری قیادت فراہم کرنے میں اپنا رول ادا کریں۔ اسی طرح سماجی فعالیت کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان پر بھی بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں سعادت صاحب نے خواتین میں کام کرنے والی اسلامی تحریکات پر گفتگو کی ہے اور ان میں درپیش مسائل اور تحریکات کے سرگرم اور فعال رول پر بحث کی ہے۔

آگے چل کر سعادت صاحب نے ہندوستان میں خواتین کی سماجی فعالیت کا تذکرہ کیا ہے جہاں ان کی سرگرمی اور فعالیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس تناظر میں ہندوستانی مسلم خواتین کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر وہ حوصلہ، ہمت اور سرگرمی سے کام لیں تو گراں قدر خدمات انجام دے سکتی ہیں۔ اسی طرح سعادت صاحب نے ہندوستان میں خواتین کے مسائل مثلاً جہیز، طلاق، جبر، کم عمری کی شادی، گھریلو تشدد، وراثت، جنسی استحصال اور جسم فروشی پر بحث کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام پسند خواتین سے اپیل کی ہے کہ وہ ان مسائل کو ملک گیر سطح پر اٹھائے کیونکہ انہی کے پاس ان مسائل کا حل موجود ہے جو اسلامی تعلیمات کی صورت میں ہے۔ مزید برآں سعادت صاحب نے سرمایہ دارانہ استعمار کی جانب سے خواتین کے استحصال کے مختلف طریقوں پر تفصیل سے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ سرمایہ دارانہ استعمار خواتین کو طرح طرح کے مظالم کا شکار بنا رہا ہے، ان پر کام کا بھاری بوجھ ڈالتا ہے، ان کے جسم اور حسن کو فروخت کرتا ہے اور ان کا جنسی استحصال کرتا ہے۔ علاوہ ازیں خواتین کے متعلق سرمایہ دارانہ استعماری نظام کے مختلف طریقوں مثلاً خواتین کے کیریئر اور سماجی مصروفیت، پورنوگرافی اور فحاشی، حسن اور فیشن، میک اپ اور مارکیٹ پر اسلام کے موقف کی وضاحت کی ہے۔ اس کے بعد سعادت صاحب نے ہندوستان میں موجود اسلامی تحریک کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور خواتین کے حوالے سے ان کی جو تنظیمیں سرگرم ہیں ان کے مقاصد اور طریقہ کار پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

آخر میں سعادت صاحب نے مغربی تہذیب کے مختلف گوشوں کا جائزہ لیا ہے اور اس سے وابستہ ہونے والی خرابیوں پر مفصل بحث کی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ مغربی ثقافت اسلامی کے مقابلے میں مسلم خواتین ایک متبادل اسلامی ثقافت کے طور پر پیش کر رکھیں اور اسلامی ثقافت اسلامی کی قدروں مثلاً سادگی کے مقابلے میں سادگی، مفصل طریقے کے مقابلے میں ... اشیاء پرستی کے مقابلے میں فطرت سے ہم آہنگی، مادیت کے مقابلے میں انسان دوستی اور سود کے مقابلے میں اطاعت وغیرہ کے فروغ کے لیے باقاعدہ تحریکیں چلائیں۔ پھر سعادت صاحب نے جدید میڈیا اور نئی ٹیکنالوجی پر تنقید بھی کیا ہے اور بتایا ہے کہ میڈیا اور ٹیکنالوجی کی بنیاد مغرب اور مغرب کی تہذیبی قدریں ہیں جو عیسیٰ اپنے مقاصد سے وابستہ مغرب کی تہذیبی قدروں سے قریب تر کرنے کے اہم ذرائع ہیں۔ مزید برآں اسلام اور مغرب کے تہذیبی تصورات کی وضاحت کی ہے اور مغربی تہذیبی یلغار سے نجات پانے کی تدابیر پر بحث کی ہے۔ اسی طرح سعادت صاحب نے اسلام میں عورت کی امامت کے مسئلے پر بحث کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ خواتین کے بارے میں اسلام کے تصور، صنفی رول اور صنفی عدل، نکاح کے اصول و قوانین اور صنفی عدل، قانون طلاق اور صنفی عدل اور تعدد ازدواج اور صنفی عدل کی وضاحت کی ہے۔ مزید برآں سعادت صاحب نے ہندوستان میں مسلمان خواتین کی ناخواندگی کا جائزہ لیا ہے، مسلم خواتین میں ناخواندگی کے اسباب بیان کیے ہیں اور معاشرے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلم خواتین کی اہمیت اجاگر کی ہے۔ اس کے علاوہ سعادت صاحب نے نسل نو کی تعمیر میں ماں کے رول پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ہندوستان میں مسلم طالبات کی تحریک کی اہمیت اور اس کی ضرورت پر مفصل بحث کی ہے۔

۸۔ عورت اور اسلام

اس کتاب کے مصنف سید جلال الدین عمری ہے جنھوں نے اس سے پہلے اور بعد میں بھی خواتین کے بارے میں بہت ساری کتابیں لکھیں ہیں جن میں سے "عورت اسلامی معاشرے میں"، "مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ"، "اسلام کا عائلی نظام" اور "مسلمان عورت کی ذمہ داریاں" قابل ذکر ہیں۔ زیر نظر کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی تھی جب میں اس وقت تک عام پر خواتین کا مسئلہ کافی اہمیت کا حامل تھا اور اس کتاب کو مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں اسلام میں عورت کی عظمت، سماج میں اس کی تعمیر میں اس کے کردار اس کا حقیقی میدان عمل اور اس کے میدان عمل کے بارے میں کیے جانے والے اعتراضات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرے باب میں اسلام میں عورت کی حیثیت بطور ماں، بیوی، بیٹی اور بہن کو

قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور بقول عمری صاحب "اسلام نے ان تمام حیثیتوں سے اسے احترام اور اونچا مقام عطا کیا ہے کہ اسلام کے حدود میں رہتے ہوئے کوئی اس سے اس کا یہ مقام چھین نہیں سکتا" (ص: ۲۳)۔

تیسرے اور چوتھے باب میں دور اول کی خواتین کا تذکرہ کیا گیا ہے اور سیرت نبی اسلام کی روشنی میں ان کے اوصاف بیان مثلاً ایمان، دین پر استقامت، ذوق عبادت، نماز کا اہتمام، نماز با جماعت میں شرکت، علم و فضل، ذکر و تسبیح، کثرت عبادت، روزوں کا شوق، جذبہ انفاق اور حج و عمرہ کو نمایاں کیا گیا ہے۔ آگے باب میں صدر اول کی خواتین کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ صدر اول کی خواتین نے معاشرے سے بے تعلق اختیار نہیں کی تھی بلکہ انھوں نے دعوت و تبلیغ کے میدان میں، معاشرتی تعلقات کے میدان میں، معاشرتی و سماجی خدمات کے میدان میں اور سیاسی معاملات میں اہم رول ادا کیے ہیں اور اشاعت دین کی کوششوں میں بھی حصہ لیا ہے۔ آخری باب میں سب سے پہلے خاندان میں مرد و عورت کی ذمہ داریوں کو مختصر اور جامع الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور پھر مسلم خواتین کی ملازمت کے متعلق مختلف سوالات کے جوابات مختصر اور تفصیل سے پیش کر شریعت کی روشنی میں دیے گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب قرآن و حدیث، سیرت اور تاریخی واقعات کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ کتاب میں زیادہ تر واقعات صدر اول سے پیش کیے گئے ہیں۔ پھر مسلم خواتین سے متعلق مختلف پہلوؤں کو آسان الفاظ اور سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ کوئی بات بے دلیل نہیں کہی گئی ہے۔

۹۔ عورت عہد رسالت میں

استاد عبد الحلیم ابو شقہ نے عربی میں ایک تحقیقی دستاویز بعنوان "تحریر المرأۃ فی عصر الرسالۃ" تصنیف کی تھی جس کا اردو ترجمہ محمد فہیم اختر ندوی صاحب نے بعنوان "عورت عہد رسالت میں" کیا ہے اور جس کو اسلامی پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز، نئی دہلی نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کی وجہ خود ابو شقہ صاحب نے یہ بیان کی ہے کہ "کتاب میں پوری وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عورت کس طرح نعمت آزادی سے سرفراز کی گئی۔ اس فقہی اور علمی مطالعہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس دلیل آزادی کی راہ پر چلتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اپناتے ہوئے مسلم خواتین کو وہ یہ آزادی دلانے میں کچھ حصہ لیا جا سکے" (مقدمہ کتاب، ص: ۲۵)۔

زیر نظر کتاب مسلم خواتین کے موضوع پر ایک مستند، مدلل اور ضخیم تحریر ہے جو خواتین اسلام کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتی ہیں مثلاً قرآن و سنت کی روشنی میں مسلم خواتین کی شخصیت، مقام اور اس

زیب و زینت، حفاظتی اور معاشرتی امور میں مردوں سے ملاقات اور سماجی اور سیاسی زندگی میں شرکت۔
اس کتاب کے بارے میں علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں: "ہمارے سامنے ٹھوس علمی تحقیق ہے اور مستند دلائل سے آراستہ ہے۔ مستند اور معتبر سرچشموں سے ماخوذ ہے اور مصنف نے اپنی محنت و کاوش، فکر و نظر، اور علم و تجربہ کا نتیجہ اس بلند معیار پر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ زیر نظر کتاب ایک انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں مسلم خاتون کی زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔ خاتون مسلم کی شخصیت، معاشرتی لباس، زیب و زینت، حفاظتی اور معاشرتی امور میں مردوں سے ملاقات، سماجی اور سیاسی زندگی میں شرکت، ان تمام پہلوؤں پر قرآن کریم، سنت رسول ﷺ اور سلف صالحین کے تعامل کی روشنی میں تفصیل آگئی ہے۔"

(مقدمہ مقالات کتاب از علامہ یوسف القرضاوی، ص: ۳۱-۳۰)

یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے اور سب سے پہلے باب میں فاضل مصنف نے نسوانی شخصیت کے خدوخال، مختلف پروگراموں اور عبادت میں عورت کی شرکت، اور اسلام میں عورتوں کے حقوق و فرائض پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ مزید برآں مصنف صاحب نے عورتوں کے بارے میں چند ایسی احادیث جن سے بظاہر عورتوں کا مقام و مرتبہ مجروح ہوتا ہے اور جن کی غلط تاویل بھی کی جاتی ہے، کا جائزہ لیا ہے اور ان کے صحیح اور معتدل مفاہیم بیان کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ دوسرے اور تیسرے باب میں فاضل مصنف نے سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں مسلم خواتین کی شرکت کے واقعات، ان واقعات میں مسلم خواتین کے رول و کردار اور اس کے بعض سماجی اسباب پر مفصل بحث کی ہے۔ اسی طرح فاضل مصنف نے علم و ادب سے لگی سرگرمیوں کے ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا میل جول، دور رسالت میں عام عورتوں اور مردوں کے درمیان میل جول، حصول علم میں، تعامل و اختلاف میں، شادی کے ذریعہ میں، اسلام و حجاب میں، زیارت میں، مسجد میں، جہاد میں، حج میں، شوہر کے انتخاب میں، مریضوں کی عیادت میں، وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے اور ساتھ ہی ساتھ سماجی زندگی میں عورتوں کی شرکت اور مردوں سے میل جول پر معترضین کے اقوال و دلائل اور اعتراضات کا جائزہ بھی لیا ہے اور ان کے تحت پیدا ہونے والے شبہات کا جواب بھی دیا ہے۔ اس کے علاوہ ان دو ابواب میں مسلم خواتین کی ملازمت کے بعض جدید سماجی اسباب، اس کے متعلق شرعی ہدایات اور مرد و عورت کے درمیان میل جول کے آداب کو واضح کیا گیا ہے اور حجاب کے مفہوم، آیت حجاب کے نزول کی تاریخ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ اس کی خصوصیت کے دلائل کو بیان کیا گیا ہے۔
چوتھے باب کی پہلی فصل میں فاضل مصنف نے لباس کے شرعی مقاصد، لباس کے ظاہری حدود

اور اجنبی مردوں سے ملاقات کے وقت عورت کے لباس کے شرائط پر روشنی ڈالی ہے۔ اس باب کی دوسری اور تیسری فصل میں فاضل مصنف نے اس بات کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین عموماً بے نقاب رہتی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ چہرے پر پردے کے جواز پر فقہاء کے مختلف آرا پر بحث کی گئی ہے۔ اسی طرح چوتھی اور پانچویں فصل میں لباس کے حدود اور چہرہ، ہتھیلیوں، پاؤں اور کپڑوں کی زینت میں اعتدال پر گفتگو کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں فاضل مصنف نے اسلام میں شادی کا تصور اور اس کے امور و مسائل، ساتھ ہی نکاح اور اس کے امور و مسائل، مہر اور اس کے امور و مسائل، شوہر اور بیوی کے یکساں حقوق، جزوی حقوق اور ذمہ داریاں، طلاق اور خلع کے آداب اور صحبت، معاشرت کے آداب اور تعدد ازدواج کے آداب، اسباب اور شرائط پر مفصل گفتگو کی ہے۔ آخری باب میں فاضل مصنف نے جنسی لطف اندوزی کی شرعی اجازت، حدود اور آداب پر روشنی ڈالی ہے اور ساتھ ہی ساتھ حرام لطف اندوزی سے بچنے کی تعلیم اور جنسی امور سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

• • •